

حضرتِ حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

سیرت، فضائل، حالاتِ زندگی اور تاریخی خدمات

تالیف

احمد رضا مغل

غازی کربلا

حضرت امام حسن "المثنیٰ" رضی اللہ عنہ

رشحات از قلم:
احمد رضا مغل

انتساب

یہ مختصر کاوش **"غازئ کربلا حضرت امام حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ "** اُس عظیم المرتبت شخصیت کے نام منسوب ہے جنہوں نے میدانِ کربلا میں اپنے آباؤاجداد کی حقانیت، شجاعت اور استقامت کی روشن روایت کو زندہ رکھا۔

یہ انتساب اُس مردِ مجاہد، فرزندِ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، **حضرت امام حسن المثنیٰ رضی اللہ عنہ** کے حضور عقیدت و محبت کے چند پھول ہیں، جنہوں نے کربلا کے جاں گداز معرکے میں حق و صداقت کا عَلَم بلند رکھا، شدید زخموں کے باوجود صبر و ثبات کی ایسی مثال قائم کی جو رہتی دنیا تک اہلِ ایمان کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سچی محبت، ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی قربانیوں سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین

فہرست

مقدمہ

کربلا کے میدان میں دونوا سے بچ گئے۔۔۔ایک امام زین العابدین بن حضرت حسین رضی اللہ عنھما جنہیں ہم نے آنکھوں کا تارا بنا لیا۔ دوسرے حسن مثنیٰ بن حضرت حسن رضی اللہ عنھما جو گمنامی کی گرد میں دفن کر دیے گئے حالانکہ یہ وہی حسن مثنیٰ ہیں جنہوں نے حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا سے نکاح فرما کر حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں کی نسلوں کو جوڑ دیا۔

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃاللہ علیہ جیسی قدیم ہستی آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں۔آپ ہیں حضرت ابو محمد عبداللہ الاشتر (عبداللہ شاہ غازی **رحمۃ اللہ علیہ**) بن محمد ذوالنفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن سیدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ بن حضرت سیدنا امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ حضرت سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت سیدہ فاطمہ صغریٰ بنت سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہا سے ہوئی اسی وجہ سے حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد حسنی حسینی سید ہیں۔اسی طرح حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ المحض رضی اللہ عنہ ،کے بیٹے حضرت موسیٰ الجون رضی اللہ کی اولاد سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃاللہ علیہ پیدا ہوئے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ آئیں گے۔

تو پھر کیوں؟ایک کو ہر سال یاد کیا جاتا ہے!!!دوسرے کا صدیوں کا سکوت؟کیا یہ تاریخ کا ستم نہیں تو اور کیا ہے؟

آیئے!!!غازی کربلا حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو واپس امت کے حافظے میں لائیں کیونکہ یہ قرض بھی ہے اور فرض بھی۔

احمد رضا مغل

تاریخ عزیمت کے ایک گمنام ہیرو

حضرت امام حسن مثنی رضی اللہ عنہ

نام ونسب : نام حسن ہے جبکہ آپ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پوتے ہیں حضرت حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی المرتضٰی رضوان اللہ علیھم اجمعین

سیّدُنا امام حَسَن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ کی ازواج واولاد:

حضرتِ سیّدُ نا امام حَسَن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے 90 شادیاں کیں۔

(تاریخ الخلفاء، ص 122)

آپ رضی اللّٰہ عنہ کی چند بیویوں کے نام درج ذیل ہیں:

(1) حضرتِ سیّدَتُنا اُمِّ بشیر بنت ابو مسعود انصاری ضی اللہ عنھا (2) حضرتِ سیّدَتُنا خولہ بنت منظور رضی اللہ عنھا

(3) حضرتِ سیّدَتُنا رملہ بنت سعید رضی اللہ عنھا (4) حضرتِ سیّدَتُنا اُمِّ اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنھا

اولاد سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ:

حضرت مخدوم محمد ھاشم ٹھٹوی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ : حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک 31 نفوس قدسیہ پر مشتمل ہے جن میں 23 شہزادگان والی مرتبت ہیں جبکہ بقیہ 8 شہزادیاں ذی والا شان ہیں

(وسیلۃ الغریب الی جناب الحبیب ص 132)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ کے چند شہزادوں اور شہزادیوں کے نام درج ذیل ہیں :

(1) حضرتِ سیّدُ نا زید رضی اللّٰہ عنہ (2) حضرتِ سیّدُ نا حَسَن (المثنی) رضی اللّٰہ عنہ (3) حضرتِ سیّدُ نا طلحہ رضی اللّٰہ عنہ (4) حضرتِ سیّدُ نا عبد اللّٰہ الاکبر رضی اللّٰہ عنہ (5) حضرتِ سیّدُ نا عبدُ الرّحمٰن ضی اللّٰہ عنہ (6) حضرتِ سیّدُ نا ابو بکر ضی اللّٰہ عنہ (7) حضرتِ سیّدُ نا حسین اثرم ضی اللّٰہ عنہ (8) حضرتِ سیّدُ نا قاسم ضی اللّٰہ عنہ (9) حضرتِ سیّدُ نا عَمرو ضی اللّٰہ عنہ (10) حضرتِ سیّدُ نا محمد رضی اللّٰہ عنہ (11) حضرتِ سیّدُ نا اسماعیل رضی اللّٰہ عنہ (12) حضرتِ سیّدُ نا یعقوب رضی اللّٰہ عنہ (13) حضرتِ سیّدُ نا عبدالرحمٰن الاصغر رضی اللّٰہ عنہ (14) حضرتِ سیّدُ نا عمر رضی اللّٰہ عنہ (15) حضرتِ سیّدُ نا جعفر رَضی اللّٰہ عنہ (16) حضرتِ سیّدُ نا علی الاکبر رضی اللّٰہ عنہ (17) حضرتِ سیّدُ نا علی الاصغر رضی اللّٰہ عنہ (18) حضرتِ سیّدُ نا عقیل رضی اللّٰہ عنہ (19) حضرتِ سیّدُ نا احمد رضی اللّٰہ عنہ (20) حضرتِ سیّدُ نا عبید اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ (21) حضرتِ سیّدُ نا قاسم رضی اللّٰہ عنہ (22) حضرتِ سیّدُ نا ابراھیم رضی اللّٰہ عنہ (23) حضرتِ سیّدُ نا محمد الاصغر رضی اللّٰہ عنہ (24) حضرتِ سیّدَتُنا فاطمہ ضی اللّٰہ عنھا(25) حضرتِ سیّدَتُنا اُمُّ الحسن رضی اللّٰہ عنھا(26) حضرتِ سیّدَتُنا ام الخیر رضی اللّٰہ عنھا(27) حضرتِ سیّدَتُنا ام عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنھا(28) حضرتِ سیّدَتُنا سکینہ رضی اللّٰہ عنھا(29) حضرتِ سیّدَتُنا زینت رضی اللّٰہ عنھا(30) ایک کا نام معلوم نہ ہو سکا

(وسیلۃ الغریب الی جناب الحبیب ص 132/اَنْسَابُ الْاَشْرَاف، ج 3، ص 304 تا 306، ملخّصاً)

کنیت:

ابو محمد

لقب:

المثنی، الامام، ابن سبط الرسول، السید

والدہ:

آپ کی والدہ کا نام خَوئہَ بنت منظور بن زَبّان فَزاری تھا۔ سنہ 36 ھ میں محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کے جنگ جمل میں شہادت کے بعد حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح میں آئیں۔ (المعارف، ص 112)

شادی:

جب آپ عالم شباب کو پہنچے تو اپنے چاچا جان (امام حسین رضی اللہ عنہ) کی بارگاہ میں اپنے احوال کی گزارش پیش کی تو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہایت شفقت محبت کے عالم میں فرمایا اے میرے پیارے بیٹے تمھارے علم میں میری دو صاحبزادیاں سیدہ فاطمہ (صغریٰ) اور سکینہ رضی اللہ عنہما موجود ہیں۔ان دو میں سے کسی اور ایک کے بارے میں اپنی رائے بتادیں۔ آپ چونکہ مجسم شرم و حیا تھے، جواب دیتے ہوئے شرمانے لگے تو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے خود انتخاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میں آپ کے لیے فاطمہ صغری کا انتخاب کرتا ہوں، جو میری والدہ سیدہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہاکے اخلاق اوصاف اور صورت میں سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ پھر سیدنا امام عالی مقام اللہ نے آپ کا نکاح اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ صغریٰ سے کردیا (نسب قریش ص 51بتغیر/نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ص 382)

سبحان اللہ! آپ کے والد ماجد نے آپ کی جو یہ صفت بیان کی ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ والد ماجد کی نگاہوں میں آپ کا مرتبہ بے حد بلند تھا۔ طبعی بات ہے کہ یہاں مشابہت سے صرف شکل و صورت کی مشابہت ہی مراد نہیں بلکہ سیرت کی مشابہت بھی مراد ہے۔ سیّدہ فاطمہ اس قدر حسین و جمیل تھیں کہ حور عین کے ساتھ تشبیہ دی جاتی تھیں جب کہ اخلاق اور شمائل وخصائل کا یہ عالم تھا کہ بنی ہاشم کی "**درۃ الفواطم**" کے لقب سے نوازی گئیں ۔آپ کی شادی اسی سال ہوئی جس سال والد ماجد جناب امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلاء میں شہادت سے نوازے گئے۔

بقیۃالسلف (اولاد):

ابن قتیبہ نے اپنی مشہور کتاب "المعارف" میں لکھا ہے: فأما الحسن بن الحسن بن علي فولد عبدالله والحسن وإبراهيم وجعفرا وداود ومحمدا وكان عبد الله بن الحسن بن الحسن يكنى أبا محمد وكان خيرا فاضلا یعنی حسن بن حسن بن علی کے ہاں عبداللہ (المحض)، حسن، ابراھیم، جعفر، داؤد اور محمد (ذوالنفس زکیۃ) متولد ہوے۔ عبداللہ بن حسن کی کنیت ابوالحسن تھی جو امت کے ایک بہترین شخصیت اور علم ومعرفت میں ممتاز تھے۔ (المعارف، ج 2 ص 1)

ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں انکی اولاد کا ذکر کرتے ہوے بیٹوں کے ناموں میں عمر اور عباس کا اضافہ بھی کیاہے۔ (تاریخ ابن خلدون ج 4 ص 125)

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ، اور حضرت عبداللّٰہ بن جعفر رضی اللّٰہ عنہ کے نام واضح ہیں (تذھیب تھذیب الکمال، ج 2، ص 266، رقم الترجمہ 1222)

تلامذہ فیض یافتگان:

تلامذہ میں ان حضرات کے نام آتے ہیں حضرت حسن بن محمد بن الحنفیۃ، سھیل بن ابی صالح، ولید بن کثیر المدنی، فضیل بن مرزوق، اسحاق بن یسار، حنان بن سدیر الصیرفی، ابوبکر بن حفص الزھری، حمید بن ابی زینب، سعید بن ابی سعید مولی المھری، سھیل بن ابی سھیل، ابوبکر عبداللّٰہ بن حفص بن عمر بن سعد بن ابی وقاص رحمھم اللّٰہ شامل ہے (سیر اعلام النبلاء، ج 4 ص 473 رقم الترجمہ 185/ تذھیب تھذیب الکمال، ج 2، ص 266، رقم الترجمہ 1222/ تھذیب الکمال، ج 6، ص 90، رقم الترجمہ 1215)

صدقات کے والی:

حضرت حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ اپنے والد حضرت امام حسن المجتبیٰ رضی اللّٰہ عنہ اور دوسرے افراد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کی وصیت کے مطابق حضرت حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ مدینے میں حضرت امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم موقوفات کے شرعی متولی تھے۔

حجاج بن یوسف ثقفی جب مدینے کا حاکم تھا تو اس نے حضرت حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ سے تقاضا کیا کہ وہ اس کے چچا حضرت عمر (الاطراف) بن علی رضی اللّٰہ عنہ کو ان موقوفات کی تولیت میں شریک قرار دے لیکن چونکہ یہ تولیت حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رحمۃ اللّٰہ علیھا کی اولاد سے مخصوص تھی اس لئے آپ نے انکار کیا اور شام میں عبد الملک بن مروان کے پاس گئے جہاں اموی خلیفہ نے بھی حجاج کو اس کام سے منع کیا۔

حضرت حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے بعد ان موقوفاتِ کی تولیت اپنے فرزند حضرت سید عبد اللہ المحض رضی اللّٰہ عنہ کے سپرد کی لیکن منصور عباسی نے حضرت عبد للہ المحض رضی اللّٰہ عنہ کو قید کر دیا اور ان موقوفات کی تولیت اپنے اختیار میں لے لی۔(انساب الاشراف ج 3 ص 73، رقم 85/تھذیب الکمال، ج 6، ص 92، رقم الترجمہ 1215)

روایت:

امام ذھبی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں: آپ کی روایات کافی کم ہیں

(درود پاک کی فضیلت پر مشہور روایت) صلوا عليّ حيث ما كنتم فإنّ صلاتكم تبلغني تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے (آپ رضی اللّٰہ عنہ سے ہی مروی ہے) (سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 484 رقم الترجمہ 185 بحوالہ مصنف عبد الرزاق رقم 6726/مصنف ابن ابی شیبہ ج 4 ص 217)

خوف خدا:

تاریخ دمشق میں ابو الحسن علی بن محمد نیشاپوری سے مروی ہے، وہ اصمعی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: میں سحر کے وقت طواف کرنے مطاف میں داخل ہوا۔ کیا دیکھا کہ ایک بے حد خوبرو خوش قامت نوجوان سر پر خوبصورت عمامہ باندھے کعبہ کا غلاف پکڑ کر یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

"اے وہ ذات! کہ ہر گھڑی تیری ہی امید ہے میں اپنی تکلیف کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں تو میری تکلیف پر رحم فرما۔ اے میری امید! تو میری تکلیف دور کر دے اور میرے سب گناہ بخش دے اور میری حاجت پوری فرما۔ میرا زادِ راہ تھوڑا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھے میری منزل تک پہنچائے گا۔ میرے اعمال بے حد برے ہیں اور میرے جیسے گناہ خلق خدا میں سے کسی نے نہ کیے ہوں گے۔ اے میری انتہائے غایت! کیا تو مجھے جہنم کی آگ میں جلائے گا۔ تو پھر میری امید کہاں چلی گئی؟ اور پھر میرا تجھ سے ڈرنا! کہ اس کا کیا ہوا۔"

اصمعی کہتے ہیں: میں آگے بڑھا۔ ان کا چہرہ کھولا تو دیکھا کہ وہ تو حسن بن حسین بن علی ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! کیا آپ جیسا شخص بھی ایسی بات کرتا ہے حالانکہ آپ آلِ بیت نبوت اور معدنِ رسالت میں سے ہیں۔ بولے: اے اصمعی! دور ہو اللہ نے طاعت گزار بندوں کے لیے جنت بنائی ہے خواہ وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو اور نافرمانوں کے لیے جہنم تیار کی ہے خواہ وہ قریشی ہی کیوں نہ ہو، اے اصمعی! کیا تم نے رب تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سن رکھا۔ ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾ (المومنون: ۱۰۱، ۱۰۳)

ترجمہ کنز العرفان: تو جب صُور میں پھونک ماری جائے گی تو نہ ان کے درمیان رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے۔ تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی کامیاب ہونے والے ہوں گے۔ اور جن کے پلڑے

ہلکے ہوں گے تو یہ وہی ہوں گے جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا، (وہ) ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔(تاریخ دمشق، ج41، ص359)

تقویٰ ایمانی:

ایک دن ایک صاحب نے آکر اہل بیت کے بارے میں بے حد غلو کیا تو آپ نے اسے غصہ سے فرمایا: ''تیرا بھلا ہو! ہم سے اللہ کے لیے محبت کرو۔ پس اگر تم ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو۔'' وہ آدمی بولا: تم لوگ رسولِ خدا کے رشتہ دار اور اہل بیت ہو۔ آپ نے فرمایا: ''اگر رسولِ خدا کی قرابت رب کی اطاعت کے بغیر کسی کو بچا سکتی ہوتی تو یہ ہم سے زیادہ قریبی رشتہ داروں کے کام آتی۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ہم میں سے نافرمان کو دوسروں کی بہ نسبت دوگنا عذاب ہو اور اس بات کی امید بھی ہے کہ ہم میں سے کے نیکوکار کو دوگنا اجر ملے۔ تمہارا بھلا ہو! اللہ سے ڈرو! اور ہمارے بارے میں حق بات کہو، کہ یہ بات تمہاری امید پوری کرنے والی اور ہم کو زیادہ راضی کرنے والی ہے۔(طبقات ابن سعد ج 5، ص 319 تا 320)

سبحان اللہ! یہ لوگ واقعی سردار تھے۔ انہیں جنابِ رسول اللہ کے ساتھ رشتہ داری پر بے حد غیرت تھی۔ یہ لوگ دنیاوی مفادات کی خاطر اس رشتہ داری کا ناجائز فائدہ اٹھانے والے ہر گز نہ تھے۔ جیسا کہ دوسرے مذاہب و ملل کے زعماء کی اولادوں کا دستور تھا اور ہے۔ جو خود کو مقدس سمجھتے ہیں اور ہر حد سے ماوراء زندگیاں گزارتے ہیں۔ ان کا معاملہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ ماوراء البشریت ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے ماتحتوں سے جاں گسل خدمات لیتے ہیں۔ مگر اہل بیت کے بڑے قول و فعل دونوں میں بڑے تھے۔ یہ لوگ دنیا کمانے سے بے حد دور اور نفور تھے۔

کلمات فرج:

تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے مدینہ کے عامل ہشام بن اسماعیل کو لکھا کہ: ''مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ حسن المثنیٰ کی عراقیوں کے ساتھ بیعت کی بابت خط وکتابت چل رہی ہے، میرا یہ خط ملتے ہی انہیں میرے پاس بھیج دینا۔'' جب آپ کے چچازاد علی بن حسین کو اس بات کا علم ہوا تو کہنے لگے: اے میرے چچا زاد! تم یہ دعا مانگو جس کو کلمات فرج کہتے ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا بردبار اور کرم کرنے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بزرگ و برتر ہے، اللہ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ سب تعریفیں اسی اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔'' پھر ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جب آپ کو ہشام بن اسماعیل کے پاس لایا گیا۔ آپ نے یہ دعا پڑھی تو آپ کا چہرہ دیکھتے ہی ہشام بے اختیار بول اٹھا: یہ تو ایسے شخص کا چہرہ ہے جس پر لوگوں نے تہمت لگائی ہے۔ ان کا رستہ چھوڑ دو اور ان کے بارے میں امیر المومنین سے بات کرو۔ (تاریخ دمشق ج13، ج47)۔ اس کے بعد ہشام نے خلیفہ کو حسن المثنیٰ کی براءت لکھ بھیجی۔

بیٹے کو نصیحت:

آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! ایسے مواقع میں لمبی خاموشی کے ذریعے سلامتی کو پا اور اس سے مدد حاصل کر جہاں تیرا دل بولنے کو چاہے۔ کیونکہ خاموشی ہر حال میں پسندیدہ ہے کیونکہ بعض مواقع ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں اگر خطا نقصان دیتی ہے تو درستی بھی مفید نہیں ہوتی۔'' (تاریخ دمشق ج 27، ص378)

اقوال علماء کرام:

امام ذھبی لکھتے ہیں: آپ سے صرف ایک روایت مروی ہے (تذھیب تھذیب الکمال، ج 2، ص 268، رقم الترجمہ 1222)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا ہے (کتاب الثقات، ج 4، ص 121)

طبقات ابن سعد میں امام ابن سعد نے آپ کو طبقة الثالثة من اھل المدینة میں شمار کیا ہے

شیخین کریمین پر زبان دراز کرنے والے پر گرفت:

وروی فضيل بن مرزوق قال سمعت الحسن يقول : دخل علي المغيرة بن سعيد يعني الذي احرق في الزندقة فذكر من قرابتي و شبهي برسول الله صلى الله عليه وسلم وكنت اشّبه و انا شاب برسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لعن ابا بكر و عمر فقلت يا عدو الله أعندي ! ! ثم خنقته حتى دلع لسانه

فضیل بن مرزوق کہتے ہیں کہ میں نے حسن مثنیٰ (رضی اللہ عنہ) کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک بات مغیرہ بن سعید آیا یہ وہ شخص تھا جس کو زندیق (بدین) ہونے کی وجہ سے جلا دیا گیا تھا اس نے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور شباہت بیان کی کیونکہ میں جوانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا پھر وہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنھم) پر لعن طعن کرنے لگا میں نے اسے کہا اے اللہ کے دشمن کیا یہ تم نے میری پاس ہی کرنا تھا، پھر میں نے اس کا گلہ پکڑ لیا اللہ کی قسم حتی کہ اس کی زبان باہر نکل آئی

(سیر اعلام النبلاء، ج 4، 486، رقم 185/ میزان الاعتدال ج 4 ص 161)

کیا آپ کربلا میں تھے؟

جی ہاں آپ میدان کربلا میں موجود تھے امام امام مغلطائی اپنی کتاب " الا کمال تهذيب الكمال " میں رقمطراز ہیں وعن ابنه عبدالله حضر الحسن مع عمه الحسين كربلاء یعنی آپ کے بیٹے عبداللہ (المحض) کہتے ہیں کے حضرت حسن (مثنیٰ) رضی اللہ عنہ اپنے چاچا (امام) حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا گئے تھے

یہی بات امام ابن حجر عسقلانی "تهذيب التهذيب " میں ابن حبان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں وحضر مع عمه كربلا فحماه اسماء بن خارجة الفزاري لانه ابن عم امه و ذكره ابن حبان في الثقات آپ اپنے چاچاکے ساتھ کربلا میں گئے تھے وہاں سے آپ کو اپنی والدہ کے چاچاکے بیٹے اسماء بن خارجہ فزاری نے اٹھالیا تھااور یہ بات امام ابن حبان نے ثقات میں ذکر کی ہے امام ابن حبان " الثقات" میں لکھتے ہیں کہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب اس دن (10 محرم الحرام) کو شدید زخمی ہوگئے تھے پھر اس کے بعد کئی عرصہ تک حیات رہے۔امام جریر طبری نے لکھا ہے کہ حسن بن حسن (المثنی) اور عمرو بن حسن یہ دونوں صاحبزاے کم عمر ہونے کی وجہ سے قتل ہونے سے بچ گئے اور آپ کے رضاعی بھائی عبداللہ کوفہ میں قتل ہوئے (الاکمال، ج4، ص77، رقم الترجمہ 1283/ تہذیب التہذیب ج2، ص263، رقم الترجمہ 487/ ثقات، ج2 ص310/تاریخ طبری، ج4 ، ص294)

شیعی کتب میں ہے کہ : آپ کا نام حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب ہے، آپ نے کربلا کی جنگ میں شریک کی تھی، آپ زخمی ہوئے تھے مگر بچ گئے، آپ سے سیدنا امام حسن علیہ السّلام کی اولاد چلی (چودہ ستارے ص 133/ چہاردہ معصوم ص704/ کشف الغنمہ، ج1، ص521)

شیعہ حضرات سے سوال:

حیرت کی بات یہ ہے کہ موجودہ بارہ اماموں میں نہ آپ کو شمار کیا گیا نہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو!!!

کیاان میں امامت کی اہلیت نہیں تھی ؟

حالانکہ کہ واقعہ کربلا میں دو شہزادے بچ گئے ایک حضرت امام زین العابدین رضی اللّٰہ عنہ دوسرے حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ

شیعہ آپ سے بغض رکھتے تھے ؟

امام ذھبی " سیر اعلام النبلاء " میں رقمطراز ہیں: كانت شيعة العراق يمنّون الحسن الامارة مع إنه كان يبغضهم ديانة یعنی عراق کے شیعہ حضرت حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ سے یہ امید رکھتے تھے کہ آپ خلافت قائم کریں گے باوجود اس بات کہ وہ آپ رضی اللّٰہ عنہ سے بغض رکھتے تھے (سیر اعلام النبلاء ، ج 4 ، ص 487 ، رقم 185)

امام حسن مثنیٰ رحمہ اللّٰہ کے نزدیک حدیثِ "من کنت مولاہ فعلي مولاہ"

جب امام حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ حدیثِ "من كنت مولاه فعلي مولاه" حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منصوص امامت اور سیاسی خلافت کی دلیل ہے، تو انہوں نے نہایت واضح اور دوٹوک انداز میں اس استدلال کی تردید فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیاسی قیادت، اقتدار اور مسلمانوں پر حکومت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملے کو مجمل اور محتمل الفاظ میں ہرگز نہ چھوڑتے، بلکہ نہایت صراحت کے ساتھ اعلان فرماتے:

"اے لوگو! یہ میرے بعد تمہارے والیِ امر اور تم پر قائم ہونے والے ہیں، لہٰذا ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔"

امام حسن مثنیٰ رضی اللّٰہ عنہ نے مزید استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امت کی قیادت کے لیے مقرر فرمایا ہوتا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

اس منصب کے قیام اور اس کے اظہار کو ترک کر دیا ہوتا، تو معاذ اللہ یہی ترک سب سے بڑی خطا شمار ہوتا، حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی ہر کوتاہی سے منزہ اور بری ہیں۔

گویا امام حسن مثنیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک حدیثِ "من كنت مولاه فعلي مولاه" سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت، فضیلت، نصرت اور قرب و ولایت تو ثابت ہوتی ہے، لیکن اس سے منصوص سیاسی امامت اور خلافت کا اثبات نہیں ہوتا۔

نیز ان کے استدلال کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرتِ طیبہ خود اس بات کی شاہد ہے کہ آپ نے کبھی کسی مخفی یا منصوص حقِ خلافت کے عنوان سے امت کے سامنے ایسا دعویٰ پیش نہیں فرمایا، لہٰذا اس حدیث سے امامتِ منصوصہ کا استنباط خود امام حسن مثنیٰ رحمہ اللہ کے فہم کے مطابق درست نہیں۔

عبد الملک العصامی (م 1111ھ) نے اس روایت کو اپنی کتاب «سمط النجوم العوالی في أنباء الأوائل والتوالي» میں نقل کیا ہے۔

لکھتے ہیں: "أخرجه أَبُو نعيم عَن الإِمَام الْحسن الْمثنى ابْن الْحسن السبط أَنه لما قيل لَهُ ذَلِك أَي أَن خبر من كنت مَوْلَاهُ فعلي مَوْلَاهُ نصٌّ فِي إِمَامَة عليّ قَالَ أما وَالله لَو يَعْنِي بذلك الإِمارة وَالسُّلْطَان لأفصح لَهُم بِهِ فَإِن رَسُول الله

كَانَ أنصح للْمُسلمين ولقال لَهُم يا أيها النَّاس هَذَا ولي أَمْرِي والقائم عَلَيْكُم بعدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا مَا كَانَ من هَذَا شَيْء فوَاللَّه لَئِن كَانَ الله ورسولهُ اختارا عليّاً لهَذَا الْأَمر والقيامِ بِهِ للْمُسلمين من بعده ثمَّ ترَكَ عَليّ أَمر الله وَرَسُوله أَنْ يقومَ بِهِ أَو يعْذر فِيهِ إِلَى الْمُسلمين إنْ كَانَ أعظم النَّاس خطيئةً لَعَلي إِذْ ترك أَمر الله وَرَسُوله وحاشاه من ذَلِك وَفِي رِوَايَة عَنهُ وَلَو

كَانَ هَذَا الْأَمر كَمَا تَقول وَأَن الله اخْتَار عليا لِلْقِيَام على النَّاس لَكَانَ أعظم النَّاس خَطِيئَة أَن ترك أَمر رَسُول الله وَلم يقم بِهِ فَقَالَ الرجل ألم يقل رَسُول الله من كنت مَوْلَاهُ فَقَالَ الْحسن مَا تقدم ذكره (سمط النجوم العوالی فی انباء الاوائل والتوالی ج2، ص389)

الاعلام للزرکلی میں ہے:". وقيل للحسن: ألم يقل رسول الله: (من كنت مولاه فعليّ مولاه) فقال: بلى، ولكن والله لم يَعْنِ رسول الله بذلك الإمارة والسلطان ولو أراد ذلك لأفصح لهم به (الاعلام للزرکلی ج2ص187)

وفات:

صحیح قول کے مطابق آپ کا وصال 98 ہجری میں ہوا (البدایۃ والنھایۃ، ج9، ص171)

وصی:

امام مزی اپنی کتاب "تھذیب الکمال" میں نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے وصی ابراہیم بن محمد بن طلحہ تھے جو آپ کے بھی ماموں ہیں (تھذیب الکمال، ج6، ص95، رقم الترجمہ 1215)

انتقال کے بعد زوجہ کا انوکھا واقعہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ " الجامع صحیح البخاری" میں کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور کے تحت ایک روایت لائے ہیں جس کی تفصیل امام اہلسنت فتویٰ رضویہ میں ایک مقام پر تحریر کی ہے

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ "فتویٰ رضویہ" میں نقل کرتے ہیں کہ : لما ت الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ضربت امرأته القبة علی قبرہ سنة جب حسن بن حسن بن علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک انکی قبر پر خیمہ لگایا

ارشادی الساری شرح صحیح بخاری میں ہے : (امرأته) فاطمة بنت الحسین بن علي رضی الله عنهم و هي ابنة عمهم بیوی سے مراد فاطمہ بنت حسین بن علی (رضی اللہ عنہم) ہیں جو ان کے چاچا کی بیٹی تھی (فتویٰ رضویہ ج 9 ص 675)

اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو ان کے صدقے ہم پر برکات کا نزول ہو آمین

منقبت

حُسن و کرَم سراپا غازی حَسَن مُثَنّٰی
گویا حَسَن ہے دُوجا غازی حَسَن مُثَنّٰی

ہے حکمِ عشقِ حیدر، اعلانِ کُنتُ مولا
عُقدہ یہ تونے کھولا غازی حَسَن مُثَنّٰی

ازقلم: احمد رضا مغل
(متخصص فی الحدیث)

بتاریخ:

25 **ربیع الاول** 1447 **بمطابق** 19 **ستمبر** 2025 **شب جمعه**